قومی تصورات کی تشکیل میں

شریعت اسلامی کا منہج اعتدال

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عجیل جاسم نشمی

IFA PUBLICATIONS

ایفا پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قومی تصورات کی تشکیل میں

شریعت اسلامی کا منہج اعتدال

از

ڈاکٹر عجیل جاسم نشمی

www.KitaboSunnat.com

ایفا پبلیکیشنز، نئی دھلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	قومی تصورات کی تشکیل میں شریعت اسلامی کا منہج اعتدال
مصنف	:	ڈاکٹر عجیل جاسم نشمی
مترجم	:	الیاس نعمانی
صفحات	:	۴۴
سن طباعت	:	۲۰۱۴ء
قیمت	:	۳۰

ناشر

ایفا پبلیکیشنز، نئی دھلی

۱۶۱-ایف، بیسمنٹ، جوگابائی، پوسٹ باکس نمبر:۹۷۰۸
جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵
فون:011-26981327
ای میل: ifapublication@gmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

پیش لفظ	۷
مقدمہ	۹
وطن کی تعریف	۱۳
وطن دوستی اور شہریت کا مفہوم	″
وطن دوستی اور اسلام	۱۶
غیر مسلم ممالک کے مسلمانوں کی وطن دوستی	۱۹
شہریت اور وطن دوستی کی بابت راہ اعتدال	۲۳
وطن اور وطن دوستی کی بابت قرآنی آیات سے مستفاد معانی	″
وطن اور وطن دوستی کی بابت وارد احادیث	۲۸
وطن سے محبت اور ایمان سے اس کا تعلق	۳۳
وطن دوستی سے متعلق بعض مسائل پر شرعی کلام	۳۷
اول: پرچم کی سلامی	″
دوم: فوج کی موسیقی اور قومی ترانہ کے وقت کھڑا ہونا	۴۰
سوم: کیا وطن کا دفاع کرتے ہوئے مر جانے والا شخص شہید ہے؟	۴۳

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف کا مختصر تعارف

ڈاکٹر عجیل جاسم نشمی، پیدائش: ۱۹۴۶ء، کویت

- اسلامک اسٹڈیز وشریعہ کالج کویت کے شعبۂ فقہ واصول فقہ کے استاذ اور اسی کالج کے سابق پرنسپل۔
- رابطۃ علماء الشریعۃ فی الخلیج کے جنرل سکریٹری۔
- کویت کی جانب سے ۱۹۸۵ء سے مجمع الفقہ الاسلامی رکن۔
- بیت الزکاۃ کی شرعی کمیٹی کے سربراہ۔
- رکن: المجلس الشرعی للافتاء والبحوث۔
- بحرین میں اسلامی مالیاتی ادارے کے نگراں بورڈ کی شرعی کمیٹی کے رکن، کویت کی وزارت اوقاف واسلامی امور کویت کی فتویٰ کمیٹی کے رکن۔

☆ متعدد کتابوں کے مصنف جن میں سے چند یہ ہیں:

- العملة وأحكامها في الفقه الاسلامي۔
- الحقوق المعنوية (بيع الاسم التجاري في الفقه الاسلامي)۔
- الدلالات اللغوية في أصول الفقه وتطبيقاتها في الشريعة والقانون۔
- اللفظ الخاص وتطبيقاته۔
- اللفظ العام وتطبيقاته۔
- الاحتلال العراقي للكويت في ميزان الشريعة الاسلامية۔
- التحكيم في الفقه والقانون۔
- مؤهلات الافتاء في الاسلام وشروطه۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

ایک ایسے زمانے میں جب کہ قدریں پامال ہورہی ہیں، اصولوں میں تبدیلی آرہی ہے اور انصاف، خیر و رواداری کے نشان ہائے راہ ہلکے ہوتے جارہے ہیں، اصطلاحات کی تعیین، ان کے مطالب کی وضاحت اوران کے متعلقہ مضامین پر سیر حاصل بحث بہت اہم مقام رکھتی ہے۔

ایسے معاصر کلی مسائل میں سے جو مسئلہ امت کو درپیش حالات میں سب سے زیادہ اہم ہے، اور جس کے شرعی، فکری، عقلی وعلمی پہلوؤں کو اجاگر کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے وہ ''اعتدال'' ہے، اس لئے کہ یہ ایک شرعی منہج ہے، خیر اس سے وابستہ ہے، تہذیبی ڈھانچہ کی نمود اسی پر ہے، آج جب کہ فکری کارواں افراط وتفریط کا شکار ہے، تصورات اور موقفوں کی غلطیوں کا ازالہ ہمیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

اسی لئے کویت کی وزارت اوقاف واسلامی امور نے اپنے منصوبوں اور اپنی سرگرمیوں میں ''اعتدال'' کو نظریاتی وعملی طور پر ایک نمایاں مقام دیا ہے۔

اسی توجہ واعتنا کا ایک نتیجہ ''المركز العالمي للوسطية'' کا قیام ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ وہ امت کے تہذیبی کارواں کے لئے ایک منارۂ نور بن کر مختلف علما وداعیوں کے فکری ومنہجی مطالعہ کے ذریعہ منہج اعتدال کی اصطلاح وتصور، نیز اس کے ضابطوں واصولوں کی اچھے طریقے پر تعیین کرے، شریعت کے ناقابل تغیر احکام پر کاربند رہ کر، زمانہ کی تبدیلیوں کی رعایت کرکے اور سرچشمہ کو مضبوط کرکے (جس کے زیر سایہ امت متحد رہتی ہے اور جو امت کے مقاصد میں یکسانیت لاتا ہے، اختلاف کا سلیقہ سکھاتا ہے، تہذیبی اشتراک کا دائرہ وسیع کرتا ہے، اور ایک ایسی منصفانہ صحیح انسانی شراکت کے قیام میں تعاون کرتا ہے جو مثبت رویہ کے تقاضوں کی تکمیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے اور تشخص کی حفاظت کا بھی پاس رکھتی ہے) ایک اکیڈمک نظریہ وجود میں لائے۔

سلسلہ ''الأمۃ الوسط'' بھی اسی کی ایک کڑی ہے، اس سلسلہ کے تحت مختلف مفکرین، علما اور داعیوں کی تحریریں منظر عام پر آرہی ہیں، یہ تحریریں اس منہج کو پختہ کرتی ہیں، امید ہے کہ یہ سلسلہ تہذیبی کارواں کے اصول منضبط کرے گا، اس کی جڑوں کو مضبوط کرے گا، خدا کرے کہ اس سلسلہ کے تحت افکار ونظریات کا ایسا تنوع سامنے آئے جو تصورات محکم کرے اور ان کو گوناگوں وسائل سے بہرہ ور کرے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی فکر رسا سے ایک ایسا نظریہ سامنے لانے میں اپنا کردار ادا کریں جو مختلف خصوصیات کا حامل ہو۔

وما توفیقی الا باللہ

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام علىٰ نبينا محمد وعلىٰ آله وصحبه وسلم اجمعين، امابعد!

وطن اور وطنیت (وطن دوستی) کے تصور کی بابت بہت کچھ لکھا اور بولا گیا ہے، ان دونوں کے معنی ومفہوم میں عام طور پر لوگ راہ اعتدال سے محروم اور افراط وتفریط کے اسیر ہیں، کچھ لوگوں کے نزدیک ان کا وطن مقدس اور دوسرے علاقوں سے برتر ہے، اور فرزندان وطن کے درمیان صرف وطنیت (قومیت) کا ہی تعلق ہے، کوئی اور نقطۂ اشتراک نہیں ہے، اس نظریہ کے نتیجہ میں اندھی محبت، قومی تعصب اور نسل پرستی وجود میں آئی، اس کے حاملین دوسرے علاقہ کے لوگوں کو حقیر اور اپنے آپ کو برتر اور مقدس سمجھنے لگے، اس کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں کے نظریہ کے مطابق وطن ہی قوم وزمین کے درمیان تعلق کا راز ہے، اور یہ دونوں تاریخی تبدیلی کے تحت جو زبان، تہذیب، عرف وروایات تشکیل دیتے ہیں ایک قوم بھی تشکیل دیتے ہیں۔ اسی لئے وطنیت علاقہ کی جانب نسبت کا رجحان ہے اور قومیت قوم کی جانب نسبت کا۔

ان لوگوں کے نزدیک اس سلسلہ میں دین کا کوئی کردار نہیں ہے، بلکہ قومیت دین سے بالاتر ہے، علاقہ اور وطن مل کر ایک ایسا سرچشمہ بنے ہیں جنھوں نے پچھلے تمام سرچشموں کو ختم کردیا ہے۔ قوم کی تعریف کے سلسلہ میں قوم اور وطن کی جانب انتساب ہی سیاسی شناخت کی بنیاد ہیں، یعنی یہ دونوں (قوم اور وطن) دینی ومذہبی نسبتوں سے بالاتر ہیں، جس کے نتیجہ میں دینی یا مذہبی نسبت ایک خالص ذاتی معاملہ قرار پاتی ہے، جس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک ریاست/قوم اور اس جمہوریت کی تشکیل کی یہی مضبوط ترین بنیاد ہے، جو ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے نزدیک سیکولرزم کی ہی علمبردار ہے۔ اس طرح قومی اتحاد کا یہ تصور مختلف مذاہب، فرقوں ونسلی طبقات کے درمیان کسی خارجی خطرہ کے سبب وجود میں آنے والے اتحاد کے تصور کو ختم کر دیتا ہے، اس لئے کہ اس نظریہ کے مطابق دین، فرقہ اور نسلی طبقات کا تصور سیاست کے موضوع سے خارج ہے، یہ امور صرف ذاتی عقائد سے متعلق ہیں، اور ہم وطنی ہی تمام فرزندان قوم کے درمیان تعلق کی بنیاد ہے۔

دوسری جانب کچھ اور لوگوں کے نزدیک وطن اور وطن دوستی کی کوئی اہمیت نہیں ہے، بلکہ ذاتی مادی منافع وطن وقوم سے مقدم ہیں، ان کے نزدیک اصل بات بس مال کمانا اور جمع کرنا ہے، قوم ووطن کا کچھ بھی ہوا نہیں اس کی پرواہ نہیں ہے۔ ان لوگوں کا نظریہ تو ہمارے لئے کچھ زیادہ لائق توجہ نہیں ہے، لیکن کچھ مسلمانوں کے نظریات بہت قابل توجہ وفکر ہیں، یہ ہماری ہی امت کے افراد ہیں، ہماری زبان بولتے ہیں، اور ان کے نزدیک ولاء وبراء کا اسلامی نظریہ وطن کی محبت اور وطنیت کے احترام سے متصادم ہے، ان لوگوں کا ماننا ہے کہ ایمان وحاکمیت الہ کے حصول کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے حکمرانوں نیز ان سے وفاداری رکھنے والوں سے تصادم یعنی شدت پسندی۔

افراط وتفریط پر مشتمل ان دونوں نظریات کی وجہ سے وطن اور وطنیت کے تصور کی بابت راہ اعتدال کی تعیین ضروری اور نہایت اہم ہے۔ اپنے اس رسالہ میں ہم وطن، وطنیت اور قومیت کے معانی کے سلسلے میں پائے جانے والے اختلافات کی مزید تفصیل نہیں کریں گے، ہمارا کام اس سے اہم تر موضوع پر کلام اور ہمارا مقصد وطن وقومیت کی بابت شریعت کے نظریہ کی تعیین اور اس سلسلہ میں راہ اعتدال کا بیان ہے۔ ان دونوں تصورات (وطن ووطن دوستی) کے شرعی پہلو پر گفتگو کرتے ہوئے ہم صرف کتاب وسنت سے ہی استدلال کریں گے۔

اس مقالہ کے مقصد کے حصول کے لئے ہم نے اس مقالہ کو مختلف عناوین میں مندرجہ ذیل ترتیب کے مطابق تقسیم کر دیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- وطن کی تعریف

وطنیت کا مفہوم

- وطنیت کا اسلام سے تعلق

- غیر اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی وطن دوستی

- شہریت اور وطن دوستی کی بابت اعتدال

- وطن و وطن دوستی کی بابت وارد ہونے والی آیاتِ قرآنی کی تشریح

- وطن و وطن دوستی کی بابت وارد ہونے والی احادیث کی تشریح

- وطن کی محبت کا ایمان سے تعلق

- وطنیت سے متعلق بعض مسائل کی تنقیح

اول: پرچم کی سلامی

دوم: فوج کی موسیقی اور قومی ترانہ کے وقت کھڑا ہونا

سوم: کیا وطن کا دفاع کرتے ہوئے مرجانے والا شہید ہے؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ توفیق و ثابت قدمی عطا فرمائے۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وطن کی تعریف:

اس مادہ کے مختلف استعمالات یوں ہیں: أوطن الأرض، وطّنھا، توطنھا اور استوطنھا۔ وطن انسان کے مسکن کو کہتے ہیں، خواہ اس کی جائے پیدائش وہیں ہو یا کہیں اور (۱) پس انسان جس علاقہ میں بھی مستقل قیام اختیار کرے وہ اس کا وطن ہے، دین، نسل، قوم اور رنگ کا اس سلسلہ میں کوئی کردار نہیں ہے، موجودہ سیاسی تعلقات حالات، قوانین و دستوروں کی روشنی میں وطن کے اس عام معنی کی تخصیص کرتے ہیں۔

یہ معنی اس سیاسی فکر میں وطن کے معنی سے قریب تر ہیں جس کے نزدیک وطن ہی مشترکہ قومیت کی بنیاد ہے، کسی علاقہ کو اگر کچھ لوگ اپنا مستقل مسکن بنائے ہوئے ہیں تو وہ ان کا اس وقت تک وطن رہے گا جب تک وہ اس علاقہ کی زبان، تاریخ اور روایات سے وابستہ رہیں گے، انسان جس علاقہ سے ایسی نسبت رکھے وہ اس کا وطن ہے۔

وطن دوستی اور شہریت کا مفہوم:

قومیت یا ''وطنیت'' کا مطلب ہے فرد کا اپنے معاشرے اور وطن سے محبت رکھنا، اس کی جانب نسبت پر فخر کرنا اور اس کی خاطر قربانی کے لئے تیار رہنا، یعنی قومیت ایک قلبی و وجدانی احساس ہے جو محبت، وفاداری، میلان، رجحان اور وطن کی قدر بڑھانے کے لئے تخلیقی عمل کرنے

۱- اساس البلاغۃ، ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد بن عمر خوارزمی زمخشری (م ۵۳۸ھ) دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء، مقاییس اللغۃ، ابن فارس، مختار الصحاح، امام محمد بن أبی بکر رازی، مادہ: وطن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذاتی جذبہ میں جھلکتا ہے۔

شہریت یا "مواطنہ" کا تعلق عمل اور رویہ سے ہے، یہ عمل اور رویہ فرد کے حقوق، معاشرہ ووطن کے تئیں اس کی ذمہ داریوں، معاشرہ کے اصولوں، اقدار اور قوانین کے تئیں اس کی پابندی، وطن کی ترقی اور اس کی کامیابیوں کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے کئے جانے والے کاموں میں اس کی شرکت سے عبارت ہے۔

وطن دوستی اور شہریت کے مفہوم ومطلب میں اس فرق کی روشنی میں ایک ملک کے شہری اپنی قومیت اور شہریت کے حوالے سے مختلف درجات کے ہوتے ہیں، ہم انہیں متعدد طبقات میں تقسیم کر سکتے ہیں:

اول: وہ شہری جنہیں وطن دوستی اور شہریت کی صفات سے حظ وافر نہ ملا ہو، ایسے لوگ اپنی قوم کے لئے کچھ بھلا نہیں کرتے، بھلا کرنے والوں کی ہمت افزائی نہیں کرتے اور معاشرہ کے صحیح طرز عمل کی پابندی نہیں کرتے۔

دوم: وہ شہری جو شہریت کے تقاضوں کی تکمیل کے سلسلے میں تو اعلیٰ درجہ کے ہوں، لیکن وطن کی محبت کے سلسلے میں بہت کمزور، ایسے لوگ وطن کے تئیں محبت کا اظہار تو نہیں کرتے، لیکن ملکی قوانین کے عام طور پر پابند رہتے ہیں اور اپنے وطن کے تئیں اپنی ذمہ داریاں اپنی خواہش سے یا مجبوری میں ادا کرتے ہیں۔

سوم: وہ شہری جو وطن دوستی کے جذبہ سے سرشار ہوں، لیکن شہریت کے تقاضوں کی رو سے پست ہوں، ایسے لوگ وطن سے محبت اور اس پر ناز کرتے ہیں، لیکن وطن کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کے سلسلے میں کوتاہ ہوتے ہیں، ایسے لوگ حکمراں کے بنائے ہوئے قوانین اور معاشرہ کے اختیار کردہ اقدار کے پابند بھی نہیں ہوتے ہیں۔

چہارم: وہ شہری جو وطنیت (وطن سے تعلق) اور شہریت (وطن کی خدمت کے سلسلے میں مثبت رویہ) کے حامل ہوں، ایسا شہری اپنے وطن سے محبت اور اس پر ناز کرتا ہے، شہریت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقاضوں کو پورا کرتا ہے، وہ اپنے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوتا ہے، ان حقوق اور ذمہ داریوں میں اس کے اسکول، کالج، حلقۂ تعارف، اور اس ادارے یا فیکٹری سب کے حقوق اور ذمہ داریاں شامل ہوتی ہیں جن میں وہ برسر روزگار ہوتا ہے۔ ایسا فرد معاشرہ کے دیگر افراد کے حقوق سے بھی آگاہ ہوتا ہے، یہ شہری اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں، قومی تربیتی ادارے ایسے شہری بنانے کے لئے ہی کوشاں رہتے ہیں، اقوام عالم ایسوں کے وجود کو ہی اپنا ہدف بناتی ہیں، ترقی وارتقا کے سلسلہ کی یہ وہ زریں کڑی ہوتے ہیں جو تمام قوموں کو مطلوب ہوتے ہیں۔

پنجم: یہ طبقہ مذکورہ بالا طبقات سے بالکل الگ ہوتا ہے، اس طبقہ کے لوگ صرف وطن سے کم محبت ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ ان تقاضوں سے متصادم تخریبی طریقے استعمال کرتے ہیں، ہمارے معاشروں میں جو گمراہ شدت پسند ہیں وہ اس کی مثال ہیں، یہ لوگ معاشرے سے نفرت کرتے ہیں، معاشرے اور حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں، زمین میں فساد مچاتے ہیں، وطن کی کامیابیوں کو ملیامیٹ کرتے ہیں، ان کے اندر وطن دوستی وشہریت کا کوئی وصف بھی نہیں پایا جاتا ہے، یہ بس زمین میں فساد پھیلانے والے دہشت گرد ہیں (۱)۔

درحقیقت شہریت کی دو قسمیں ہیں: ۱- وہ قسم جس میں شہری دلی جذبہ اور رضامندی کے ساتھ وطن اور شہریت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ ۲- وہ قسم جس میں شہری اپنی شہریت اور قومیت کا احساس تو رکھتا ہے، لیکن وہ اپنی ذمہ داریوں کی بابت منفی رویہ اختیار کرتا ہے، اس طرح کا شہری اپنے مسائل کے سلسلہ میں بھی منفی رویہ رکھتا ہے، ان دو قسموں سے الگ جو لوگ اپنی شہریت کا پاس رکھتے ہوں نہ اپنے وطن سے محبت رکھتے ہوں، یا جو اپنے ملک، وطن اور ہم وطنوں سے دشمنی رکھتے ہوں تو وہ قومیت کی حدود سے خارج ہیں۔

۱- باحہ میں ۱۶/۴/۲۸/۱۴۲۸ھ کو منعقد ہونے والی اللقاء السنوی الثالث عشر لقادة العمل التربوی میں ڈاکٹر صالح عبدالعزیز اور ڈاکٹر راشد عبدالکریم کے مشترکہ مقالہ "التربیۃ الوطنیۃ فی مدارس المملکۃ العربیۃ السعودیۃ: دراسۃ تحلیلیۃ مقارنۃ فی ضوء التوجہات للتربیۃ الحدیثۃ" سے مستفاد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وطن دوستی اور اسلام:

۲۴ / مارچ ۱۹۲۴ء کو خلافت اسلامیہ کے سقوط اور عرب و اسلامی ممالک کی سامراجی طاقتوں کے درمیان تقسیم کے بعد جب اس خطہ میں سامراج کے خلاف جدوجہد کا آغاز ہوا تو قومیت اور اسلام کے تصورات کے درمیان کشمکش وجود میں آئی، اس سیاسی کشمکش کا سب سے بڑا میدان مصر تھا، وہاں کی ایک سیاسی جماعت ''حزب الأمۃ'' مصری قومیت کے سلسلے میں سب سے زیادہ متعصب تھی، مصری قومیت کا مطلب تھا دین ونسل سے صرف نظر مصر اور اس کی تاریخ کی جانب انتساب، نیز اسلامی حکومت کے عہد کو صرف تاریخ کا ایک باب قرار دینا۔ اس رجحان کے لئے استاذ احمد لطفی السید (قائد حزب الأمۃ) مصطفیٰ کامل (قائد الحزب الوطنی) اور عرب قومیت کے دیگر داعیوں نے اپنی زبان اور اپنے قلم کا خوب استعمال کیا۔

وطن اور وطنیت کا تصور عام ہونے سے پہلے بالکل آغاز میں ہی اس رجحان کا سب سے پہلا مقابلہ کرنے والے مسلم اصحاب قلم میں الاخوان المسلمون کے بانی امام حسن البنا کی آواز سب سے زیادہ طاقتور اور مؤثر تھی۔ انہوں نے خالص شرعی بنیادوں پر وطنیت کے اسلامی تصور پر طاقتور تحریریں لکھیں، جنہوں نے اس مسئلہ کی بابت وہ راہ اعتدال روشن کردی جو اس دین کی اہم ترین صفت ہے، اس سلسلہ میں انہوں نے ایسی واضح و فصیح تحریر سپرد قلم کی جو مزید کسی تفصیل سے ہمیں بے نیاز کردیتی ہے، فریق مخالف کے دلائل کا تذکرہ اور ان کا رد کرتے ہوئے شیخ نے اپنے مشہور رسالہ ''دعوتنا'' میں تحریر فرمایا:

بالخصوص مشرق میں لوگوں کی بڑی تعداد وطنیت وقومیت کی دعوت کے فریب میں آگئی ہے، مشرقی اقوام کو اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ مغرب نے ان کی عزت، آزادی، مال اور خون پر ڈاکہ ڈالا ہے، یہ اقوام مغرب کے اس ظلم سے نجات پانے کے لئے اپنی پوری طاقت اور صلاحیت لگا دینا چاہتی ہیں، اس مسئلہ پر قائدین کی زبانوں، اخباروں کے صفحات، اہل قلم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریروں اور خطیبوں کی تقریروں نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا ہے، کچھ لوگوں کی زبانوں پر وطنیت وقومیت کی رٹ ہے۔

یہ سب صحیح ہے، لیکن اگر آپ مشرق کی مسلم اقوام کو یہ سمجھانے کی کوشش کرنے لگیں کہ وطنیت وقومیت کے یہ تصورات اہل مغرب اور یورپینس سے زیادہ اسلام کی نگاہ میں مقدس ہیں تو پھر یہ بات غلط اور ناپسندیدہ ہے، لیکن ان لوگوں کا کہنا یہی ہے، ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اسلام ایک جانب ہے اور یہ تصور ونظریہ دوسری جانب، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام امت کے اتحاد اور نوجوانوں کے باہمی تعلق کو کمزور کرتا ہے، یہ برخود غلط وہم مشرقی اقوام کے لئے ہر چہار جانب سے خطرناک ہے۔

اگر قومیت کے علمبرداران کو اپنے نظریہ سے وطن کی محبت اور اس سے والہانہ لگاؤ مقصود ہے تو یہ جذبہ فطرت انسانی میں بھی موجود ہے، اور اسلام نے بھی اس کا حکم دیا ہے، حضرت بلالؓ نے اپنے دین وعقیدہ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا، لیکن مدینہ میں مکہ کی یاد انہیں ستایا کرتی تھی اور وہ یہ رقت انگیز اشعار پڑھا کرتے تھے:

ألا ليت شعري هل ابيتن ليلة   بواد وحولي إذخر وجليل

وهل أردن يوما مياه مجنة   وهل يبدون لي شامة وطفيل

(اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں وادی (مکہ) میں کوئی اور رات اس حال میں گزاروں گا کہ میرے اردگرد اذخر اور جلیل (دو قسم کی گھاسیں) ہوں گی، اور کیا میں کبھی مجنہ کے تالاب (یا کنویں) پر جاؤں گا اور کیا مجھے اب کبھی شامہ وطفیل (دو پہاڑ) نظر آئیں گے)۔

رسول اکرم ﷺ نے اصیل سے مکہ کے حالات سنے تو مکہ کی محبت میں آپؐ کے آنسو رواں ہو گئے، اور آپؐ نے فرمایا: "اے اصیل بس کرو، دل کو قرار سے رہنے دو" (۱)۔

اور اگر ان کا مقصود یہ بتانا ہے کہ ملک کو غیروں کے قبضہ سے آزاد کرانے اور اس کے باشندوں

۱- کنز العمال، متقی ہندی، حدیث نمبر: ۳۴۷۰۲، ابن ابی دینا: المطر والرعد والبرق، حدیث نمبر: ۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نفوس میں آزادی وعزت کی بنیادیں پیوست کرنے کے لئے ہر طرح کی محنت واجب ہے تو اس سلسلہ میں ہم ان کے ساتھ ہیں، اسلام نے اس پر بہت زور دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لايعلمون" (منافقون:۸) (عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے، مگر یہ منافق سمجھتے نہیں ہیں)۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے "ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا" (نساء:۱۴۱) (اور اللہ نے کافروں کے لئے مسلمانوں پر غالب آنے کی کوئی سبیل نہیں رکھی ہے)

اگر وطنیت سے ان کی مراد ایک ملک کے باشندگان کے درمیان تعلق کو مضبوط بنانا اور پھر اس مضبوط رابطہ کو ان کے مصالح کے لئے استعمال کرنے کی بابت راہ نمائی ہے، تو اس سلسلہ میں بھی ہم ان سے متفق ہیں، اور اسلام اسے ایک لازمی فریضہ خیال کرتا ہے، قرآن کریم کا ارشاد ہے: "یاأیها الذین آمنوا لاتتخذوا بطانة من دونکم لایألونکم خبالا ودوا ماعنتم قد بدت البغضاء من أفواههم وماتخفی صدورهم أکبر قدبینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون" (آل عمران:۱۱۸) (اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ، وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے، تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے، ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے، اور جو کچھ وہ اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے، ہم نے تمہیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو)۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "وکونوا عباداللہ إخوانا" (اے اللہ کے بندو بھائی بھائی کی طرح ہو جاؤ)۔

اور اگر وطنیت سے ان کی مراد ملکوں کو فتح کرنا اور زمین کی سرداری ہے تو اسلام نے اسے فرض قرار دیا ہے، اور فاتحین کو بہترین سامراج ومبارک ترین فتح کی جانب توجہ دلائی ہے، ارشاد ربانی ہے "وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة ويكون الدين لله" (بقرہ:۱۹۳) (اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے، اور مکمل اطاعت اللہ کی ہو جائے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر وطنیت سے ان کا مقصود امت کو ایسے باہم دست وگریباں گروہوں میں تقسیم کرنا ہے جو ایک دوسرے پر تہمتیں لگائیں، باہم سازشیں کریں، خواہشات نفس کی روشنی میں بنائے گئے ایسے مناہج کی پیروی کریں جن کی تشکیل ذاتی مفادات کے زیر اثر ہوئی ہو اور جن کی تشریح ذاتی مصالح کی روشنی میں کی جائے، دشمن ان حالات کا فائدہ اٹھائے اور اس آگ میں مزید گھی ڈال کر ان تمام گروہوں کو حق کے سلسلے میں بانٹ دے اور باطل پر جمع کردے، ان گروہوں کے درمیان تعلقات اور تعاون کے رشتے قائم نہ ہونے دے، اور ان سب کو اپنے سے وابستہ کرلے، تو یہ قومیت کھوٹی ہے، اس میں نہ اس کے علمبرداران کے لئے کچھ خیر ہے اور نہ دیگر لوگوں کے لئے۔

پھر شیخ کہتے ہیں: آپ نے دیکھا کہ ملک اور باشندگان ملک کے لئے مفید وطن دوستی کے صالح تصورات میں ہم اس کے علمبرداروں بلکہ غلو پسند علمبرداروں کے ساتھ ہیں، آپ نے یہ بھی دیکھا کہ وطن دوستی کا یہ لمبا چوڑا دعوٰی اسلامی تعلیمات کا ایک جز ہی ہے۔

اس کے بعد شیخ نے مسئلہ کے سب سے مشکل پہلو کی خوب وضاحت کی ہے، یہ پہلو ہے: بے دینوں کے تصور قومیت کے درمیان اور اسلام کے تصور قومیت کے درمیان فرق۔ فرماتے ہیں: ہمارے اور ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم قومیت کی حدود کا تعیین عقیدہ سے کرتے ہیں اور وہ جغرافیائی حدود سے، ہر وہ علاقہ جس میں کوئی مسلمان کلمۂ طیبہ پر ایمان رکھنے والا ہو وہ ہمارے نزدیک ایسا محترم، مقدس اور محبوب وطن ہے کہ اس کی بھلائی کے لئے جہاد کرنا چاہئے، تمام ممالک عالم میں آباد مسلمان ہمارے بھائی ہیں، ہمیں ان کی فکر اور ان کے احساسات کا خیال ہے۔ جب کہ قومیت کے ان علمبرداروں کا حال یہ ہے کہ انہیں بس ایک محدود خطۂ ارضی کی فکر ہے۔

غیر مسلم ممالک کے مسلمانوں کی وطن دوستی:

غیر مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کو درپیش مشکل ترین مسائل میں ایک مسئلہ اسلام کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصور وطنیت اور ان ممالک کی وطنیت کے درمیان توازن برقرار رکھنا ہے، یا بالفاظ دیگر وطن دوستی کے تقاضوں اور شریعت اسلامی کی نگاہ میں ان کی حیثیت کے درمیان توازن ہے، سرسری نگاہ میں یہ مسئلہ جتنا سنگین نظر آتا ہے یہ اس سے کہیں زیادہ سنگین ہے، ان ممالک کے مسلم شہریوں (وہ بھی جنہوں نے برضا ورغبت ان ممالک کو ہجرت کر کے خود ان ممالک کی شہریت قبول کی ہے اور وہ بھی جو ان ممالک کے اصل باشندے ہیں خواہ وہ نسلی مسلمان ہوں یا انہوں نے اسلام قبول کیا ہو) کے سامنے معاشرہ میں انضمام اور اسلامی تشخص پر استقامت کے درمیان ایک عجیب کشمکش اس مسئلہ کی رو سے برپا ہے۔

امام ابولیث لقمان احمد نامی ایک امریکی نژاد مسلمان نے اس مسئلہ پر بہت دقیق گفتگو کی ہے، انہوں نے اس مسئلہ کو بہت صحیح طور پر سمجھا ہے اور اس کے شرعی پہلوؤں کی خوب رعایت کی ہے، اور خود انہیں اس مسئلہ کا سامنا بھی ہے، انہوں نے جس خوبی کے ساتھ مسئلہ کو پیش کیا ہے اس سے بہتر طور پر ہم اس مسئلہ کو پیش نہیں کر سکتے ہیں، ہاں شرعی طور پر قابل غور پہلوؤں کی جانب ہم اشارہ کریں گے۔ پہلے انہوں نے چند اہم سوالات اٹھائے ہیں، اور پھر ان کے جوابات دیے ہیں، وہ لکھتے ہیں: کیا امریکی قومیت اسلام سے متصادم ہے؟ کیا امریکی پرچم کی سلامی اور امریکی زمین کو چومنا اسلام کے منافی ہے؟ ایک امریکی مسلمان کے لئے کیا راہ عمل بہتر ہے..... کیا یہ کہ وہ قومی دھارے میں گم ہو جائے اور اپنی قومیت پر نازاں رہے، یا اسے ''ہم سب مسلمان ہیں'' والے نظریہ پر اصرار رہو؟ اور آخری سوال یہ ہے کہ کیا ہجرت کر کے امریکا میں سکونت اختیار کرنے والے امریکی کا معاملہ امریکی نژاد مسلمان سے مختلف ہے؟

سوالات بہت ہیں، اتنے ہیں کہ انسان حیران و ششدر رہ جائے۔ پھر وہ ''نــديــن بــالــشـكـر لأمريكا'' (ہم امریکا کے شکر گزار ہیں) کے زیر عنوان لکھتے ہیں: ہم اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتے ہیں کہ امریکی حکومت نے ہمیں بہت مواقع دیے ہیں، یہ مواقع صرف دین اسلام پر بڑی حد تک عمل کرنے تک ہی محدود نہیں ہیں، بلکہ وہ ہمیں اسلامی اجتماعات کرنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اجازت دیتی ہے جس کے ذریعہ ہم دین کا پیغام عام کرتے ہیں، اس لئے میرے نزدیک ایک متعین حد تک ان ممالک کی محبت مبنی پر فطرت وعقل ہے۔

لیکن ہماری یہ محبت ہمارے لئے ہم جنس شادیوں، اسقاط حمل اور ذرائع ابلاغ میں جنسی موضوعات کی تشہیر جیسے اخلاقی رذائل پر تنقید سے مانع نہیں ہے۔ یہ ہمیں حکمت کے ساتھ اور اچھے انداز میں برادران وطن کو دعوت دینے سے بھی نہیں روکتی۔ اس سب کے ساتھ (اگر ہم چاہیں تو) امریکا کے تئیں اپنے قومی احساس کی حفاظت بھی کر سکتے ہیں، ہمارا یہ احساس صرف گرین کارڈ کے حصول کے پیش نظر ہی ترقی نہیں کرے گا، بلکہ یہ ہمارے گردوپیش کے ماحول اور ہمارے ساتھ کئے جانے والے سلوک کی بنیاد پر ترقی کرے گا۔ پرانی کہاوت ہے: جس پلیٹ میں کھاؤ اس میں چھید نہ کرو۔ اس کے بعد انہوں نے امریکی مسلمانوں کے حالات پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے: ہم امریکی مسلمان ریاستہائے متحدہ امریکا میں پلے بڑھے ہیں، ہمارے پاس کوئی اور وطن نہیں ہے کہ ہم وہاں منتقل ہو جائیں، پس امریکا ہی ہمارا وطن ہے، خواہ ہمیں یہ اچھا لگے یا برا۔

مجھے یہ بات کسی بھی طرح عیب یا حرام نہیں نظر آتی ہے کہ ہم امریکی مسلمان اپنے اس امریکی وطن کے لئے ایک گوناں جذبۂ محبت وفاداری رکھیں جو ہمیں ہر سطح پر متعدد ومختلف سہولیات فراہم کرتا ہے، گرچہ ہمارا دین حکمراں طبقہ واکثریت کے دین سے مختلف ہے، اللہ تعالیٰ کا سورۂ ممتحنہ میں ارشاد ہے "**إنما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علیٰ إخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون**" (ممتحنہ:۹) (اللہ تمہیں ان لوگوں کو اپنا ولی بنانے سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے، اور تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے، ایسوں کو جو لوگ ولی بنائے وہی ظالم ہیں)۔

بالعموم امریکی عوام کو مسلمانوں سے کوئی بڑی پریشانی نہیں ہے، جیسے جیسے وقت گزرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارہا ہے دیگر ثقافتوں کو ہم زیادہ اختیار کرتے جا رہے ہیں، لیکن دوسری جانب یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ایک طویل بدنام تاریخ رکھنے والی ہماری حکومت اپنے مصالح کے آڑے آنے والے کسی بھی شخص کو ''بلیک لسٹ'' میں شامل کرنے سے نہیں ہچکچاتی ہے، خواہ وہ شخص ہر وقت امریکا کا قومی ترانہ ''God Bless America'' ہی کیوں نہ گاتا رہے، ایسے وقت انسان کی قومیت پرستی کچھ کام نہیں آتی ہے۔

اس کے بعد وہ ایک نتیجہ پر پہونچے ہیں جو ہمارے نزدیک شرعی طور پر مقبول اور عام دعوتی مقام کے حصول کے لئے موزوں ہے، وہ ''الوطنية الحقيقية'' (حقیقی قومیت) کے زیر عنوان لکھتے ہیں: حاصل کلام یہ ہے کہ اگر ہم حقیقی وطن پرست بننا چاہتے ہیں تو امریکا کو مزید گہوارۂ امن بنانے پر ہمیں اصرار ہونا چاہئے، ہمیں صحیح منصف مزاج، سچے اور ہمہ گیر اسلام کو اختیار کرنا چاہئے...... ہمیں اخلاقی امور کا اعتبار کرنا چاہئے، ہمیں گردوپیش کے ماحول کو اہمیت دینی چاہئے...... ہمیں مدزکاۃ سے پناہ گزینوں کی مدد کرنی چاہئے، صدقات سے غریبی کو ختم کرنا چاہئے اور عقائد اسلامی کے مطابق تعلیم کے نئے طریقے ایجاد کرنا چاہئیں۔

صاحب مضمون نے اس سلسلہ میں مسئلۂ فلسطین اور اس کی بابت اپنے ملک کے ظالمانہ رویہ پر خالص دعوتی بنیاد پر کلام کیا ہے، لکھتے ہیں: جہاں تک مسئلہ فلسطین کی بات ہے، وہ یقیناً بہت اہم موضوع ہے، لیکن امریکی عوام اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہیں دے گی، ہاں اگر ہم اسلامی تعلیمات میں موجود جذبۂ تعاون وتکافل کو اپنے قول وعمل سے صحیح طور پر سامنے لاسکے تو یہ چیز اس کی توجہ کو اپنی جانب ضرور مائل کرے گی۔

دوسری جانب، اگر آپ نے امریکا سے نفرت کرنے کا ہی ارادہ کر رکھا ہے، تو آپ کو اس کا حق حاصل ہے، اور آپ اس سلسلہ میں پوری آزادی رکھتے ہیں...... لیکن ایک شرط کے ساتھ، اور وہ یہ ہے کہ یہ نفرت آپ کو دوسروں کے حقوق پر تعدی پر نہ آمادہ کرے، اگرچہ ایک امریکی مسلمان ہونے کی حیثیت سے ملک امریکا کے لئے ہماری وفاداری ہماری زندگی کا ایک بڑا حصہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، لیکن ہماری اول وآخر وفاداری اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہے، اس لئے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں اسی طرح رہنا چاہئے...... پھر قومیت چنداں ضرر رساں نہیں ہے۔

امریکا اپنے بارے میں کہتا ہے: "خدا کی عنایات کے زیر سایہ ایک قوم"...... ہم مسلمان کب "اللہ کی عنایات کے زیر سایہ ایک قوم" بننا سیکھیں گے(۱)۔

اس مسلمان نے قومیت اور اللہ کے ساتھ وفاداری کے تقاضوں کے درمیان راہ اعتدال کو بخوبی واضح کیا ہے، قومیت کا تقاضا ہے کہ مسلمان جس وطن میں رہتا ہے اور جہاں کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے وہاں سے محبت کرے اور شہریت کے تمام مثبت تقاضوں کی تکمیل کرے، نیز وہ یہ نہ بھولے کہ اس کی وفاداریاں اس کے رب کے ساتھ خاص ہیں، لہذا وہ اپنے اس ملک میں دین کی دعوت دیتا رہے، اور ذہن میں اس حقیقت کو بھی زندہ رکھے کہ عقیدہ کا تعلق ہی سب سے محکم تعلق ہے۔

شہریت اور وطن دوستی کی بابت راہ اعتدال:

کتاب وسنت افراط وتفریط سے محفوظ رہتے ہوئے وطن اور وطن دوستی کا متوازن اور معتدل تصور پیش کرتے ہیں، اس سلسلہ میں ہم ذیل میں وہ آیات اور احادیث پیش کررہے ہیں جو اس معنی پر واضح طور پر یا اشارہ کی زبان میں دلالت کرتی ہیں، لیکن ہم آیات واحادیث کو وہ معنی نہیں پہنائیں گے جن کی ان میں گنجائش نہ ہو۔

وطن اور وطن دوستی کی بابت قرآنی آیات سے مستفاد معانی:

اول: نصرت دین کے لئے مجبوراً وطن کو چھوڑنا ایثار کے اعلیٰ درجات میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**والذین تبوء والدار والإیمان من قبلهم یحبون من هاجر إلیهم ولایجدون فی صدورهم حاجة مما اوتوا ویؤثرون علیٰ أنفسهم ولو کان بهم خصاصة**" (حشر:۹)(اور جن لوگوں نے اس علاقہ اور ایمان کو ان سے پہلے

۱- شیرین حامد فہمی: "**اللهم بارک أمریکا**"، اسلام آن لائن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اختیار کر رکھا ہے وہ اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں، اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے، بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو)، یہ انصار کی مکمل توصیف ہے، علاقہ سے مراد مدینہ ہے، اور ان سے پہلے ایمان اختیار (قبول) کرنے کا مطلب مہاجرین کی آمد سے پہلے بیعت عقبہٗ اولیٰ وثانیہ میں شرکت ہے، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ بعض مہاجرین سے پہلے ہی انصار نے اسلام قبول کیا تھا، وہ مہاجرین سے محبت کرتے تھے، ان کا فراخ دلی کے ساتھ استقبال کرتے تھے، اور دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے، خواہ خود کو کتنی ہی سخت حاجت کیوں نہ ہو، اس لئے کہ وہ ان کی طرف ہجرت کر کے آئے تھے، ظاہر نص سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان اوصاف میں ان کا کوئی شریک نہیں تھا، لیکن اس سے پہلی والی آیت بتاتی ہے کہ مہاجرین بھی ایثار کے سلسلے میں انصار کے شریک تھے، اس لئے کہ ایثار کا مطلب دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوئے اس کے لئے مال خرچ کرنا ہے، اور یہ بات پچھلی آیت میں خود مہاجرین کے بارے میں ارشاد فرمائی گئی ہے: "للفقراء المهاجرين الذين أخرجوا من ديارهم وأموالهم" (حشر:۸) (ان فقرائے مہاجرین کے لئے جنہیں ان کے گھروں اور اموال سے بے دخل کر دیا گیا) یعنی ان کے گھر تھے، ان کے پاس مال تھا لیکن انہیں ان سب سے بے دخل کر دیا گیا، اگر انصار نے اپنا کچھ مال خرچ کر کے اپنے مہاجر بھائیوں کی ہمدردی کی تھی اور ان کو اپنی املاک میں شریک بنایا تھا، تو دوسری جانب مہاجرین نے اپنا پورا مال، اپنے گھربار، اور اپنے اہل وعیال کو راہ خدا میں ترک کر دیا تھا، اپنے مال اور گھروں سے بے دخل کیے جانے کے بعد یہ فقراء ہو گئے تھے، اور جو لوگ اپنے پورے مال اور اپنے گھربار سے بے دخل کر دیے جائیں اور اپنے اہل وعیال کو خیر باد کہہ دیں وہ ان لوگوں سے کم قربانی والے نہیں ہیں جو اپنے اہل وعیال اور گھر میں ہوتے ہوئے مال کے کچھ حصے میں دوسرے کو ترجیح دے دیں (۱)۔

۱- اضواء البیان فی تفسیر القرآن للشنقیطی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن کثیر نے آں حضرت ﷺ کا انصار سے کہا گیا ایک جملہ نقل کیا ہے جو اس پہلو پر متوجہ کرتا ہے، روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار سے ارشاد فرمایا: تمہارے یہ بھائی اپنے مال و دولت چھوڑ کر اور اپنے اہل خانہ کو خیر باد کہہ کر تمہارے پاس آئے ہیں، انصار نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے مال میں اب ان کا بھی حصہ ہے (تفسیر ابن کثیر: ۴/۳۲۹)، یعنی انصار نے مہاجرین کی اس قربانی کا اعتراف کیا تھا، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین انصار کے ساتھ اس وصف میں شریک تھے، ہجرت کے بعد بھی بہت سے مہاجرین کا یہ شیوہ رہا، حضرت ابوبکرؓ نے ایک مرتبہ اپنا پورا مال راہِ خدا میں صرف کر دیا تھا۔

مذکورہ بالا آیت سے استدلال بالکل واضح ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وطن کی محبت تقاضائے فطرت ہے، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وطن انسان کو عزیز ہوتا ہے، اور اسے نصرت دین جیسے اہم امور کی خاطر ہی ترک کیا جا سکتا ہے، آیت میں مہاجرین کی ستائش کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ انہیں ایمان نے اس محبوب کو چھوڑ دینے پر آمادہ کیا ہے، اور یہ اعلیٰ درجہ کا ایثار ہے، پس مہاجرین کو انصار پر جو فضیلت حاصل ہے وہ پہلے وطن کی قربانی دینے کی وجہ سے ہے، دیگر اشیاء کی قربانی کا نمبر بعد میں آتا ہے۔

دوم: جو اپنے وطن سے بے دخل کر دیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مستحق ہوتا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: "الاّ تنصروه فقدنصره الله إذ أخرجه الذين كفروا ثاني اثنين إذ هما في الغار إذ يقول لصاحبه لاتحزن إن الله معنا" (توبہ: ۴۰) (اگر تم نبی کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ ہی نے ان کی مدد اس وقت کی تھی جب انہیں کافروں نے (وطن سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے غم نہ کرو بلاشبہ اللہ ہمارے ساتھ ہے)۔

بالعموم انسان اپنے وطن میں باعزت زندگی گزارتا ہے اور رزق کی طلب، تجارت کی وسعت یا حصول علم جیسی کسی ضرورت و مجبوری ہی میں انسان وطن کو چھوڑتا ہے، کسی بھی انسان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے یہ بات سخت تکلیف دہ اور موجب اذیت ہے کہ اسے اس کے وطن سے زبردستی نکال دیا جائے، رسول اللہ ﷺ کو اپنے شہر مکہ سے ظلم کر کے زبردستی ہی نکالا گیا تھا، آپؐ نے حکم خداوندی کی تعمیل میں اور دین کی مدد کرنے کے لئے باوجود سخت نفسیاتی اذیت کے ہجرت کی تھی، نیتجتاً اللہ کی جانب سے آپ کی تائید ونصرت ہوئی تھی، اس خداوندی نصرت کا مستحق ہر وہ شخص ہے جو آں حضرتؐ کے اسوہ کی پیروی کرتے ہوئے نصرت دین کے لئے ہجرت کرے، اور ہجرت میں پیش آنے والی تمام صعوبتوں اور اذیتوں کو اللہ کی خاطر قبول کرے، شیخ عبدالرحمان سعدی نے لکھا ہے: ''ہجرت کا مطلب ہے کسی محبوب ومانوس کو اللہ کی خوشنودی کے لئے چھوڑ دینا، مہاجر اپنے وطن کو، اپنے مال کو، اپنے اہل وعیال کو اور اپنے احباب کو اللہ کی رضا کے لئے اور اس کے دین کی نصرت کے جذبہ سے چھوڑ دیتا ہے''(۱)۔

سوم: وطن کی محبت اور حفاظت اپنی ذات سے محبت اور اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانے کے برابر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ولو أنا كتبنا عليهم أن اقتلوا أنفسكم أو أخرجوا من دياركم مافعلوه إلا قليل منهم'' (نساء:۶۶) (اور اگر ہم نے ان پر یہ فرض کیا ہوتا کہ اپنے آپ کو قتل کر دیا اپنے علاقہ سے نکل جاؤ تو اس حکم پر عمل ان میں سے چند لوگوں نے ہی کیا ہوتا)، ایک اور مقام پر دین کے ساتھ اس کا تذکرہ ہے، ارشاد ہوا ہے: ''لاينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا إليهم'' (ممتحنہ:۸) (جن لوگوں نے تم سے دین کے سلسلہ میں جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے اللہ تمہیں ان کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا ہے)۔ پہلی آیت پر غور کریے اپنے آپ کو قتل کرنے اور اپنے وطن سے نکل جانے کو تقریباً ایک جیسی آزمائش کے طور پر ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح جب دارالندوہ میں رسول اکرمؐ

۱- تيسير الكريم الرحمان في تفسير كلام المنان: ۱/۸۹، از: شیخ عبدالرحمان بن ناصر سعدی، مؤسسة الرسالہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، تحقيق شيخ ابن عثيمين۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف کافر سازشیں کر رہے تھے تو انہوں نے زندہ سولی پر چڑھانے، قتل کرنے اور وطن سے نکال دینے پر غور یکساں طریقہ کے ظالموں کے طور پر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وإذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک أو یقتلوک أو یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین" (انفال: ۳۰) (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب تمہارے خلاف کافر سازشیں کر رہے تھے کہ تمہیں سولی پر چڑھادیں یا قتل کر دیں یا نکال دیں، وہ سازش کر رہے تھے، اور اللہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے)۔ طبری کہتے ہیں: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد! میرا یہ احسان یاد کریے کہ جب مشرکین مکہ آپ کو زندہ سولی پر چڑھانے، قتل کرنے یا آپ کے وطن سے آپ کو نکالنے کی سازش کر رہے تھے اس وقت میں نے تدبیر کر کے آپ کو ان سے بچالیا، پس میرے حکم پر عمل کرتے ہوئے ان مشرکین سے جنگ کریے، جنہوں نے آپ کے خلاف جنگ چھیڑی ہے اور میرے بھیجے ہوئے سیدھے دین کو قبول نہیں کیا ہے، ان کی کثرت تعداد آپ کو مرعوب نہ کرے، اس لئے کہ آپ کا رب اپنے کافروں، مشرکوں اور نافرمانوں کے خلاف زبردست تدبیر کرنے والا ہے(۱)۔

چہارم: وطن کی محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کے لئے امن اور وسعت رزق کی دعا کی جائے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وإذ قال ابراهيم رب اجعل هذا بلداً آمنا وارزق أهله من الثمرات من آمن منهم بالله واليوم الآخر قال ومن كفر فأمتعه قليلا ثم اضطره إلى عذاب النار وبئس المصير" (بقرہ: ۱۲۶) (جب ابراہیم نے کہا: اے پروردگار! تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، پھلوں کی روزیاں دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کافروں کو بھی تھوڑا عیش دوں گا، پھر انہیں جہنم کے عذاب کی طرف کھینچ لاؤں گا، اور وہ برا انجام ہے)۔

یہ آیت یہ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کے لئے اپنے وطن کی بھلائی کی دعا کرنا جائز ہے، بلکہ

۱- جامع البیان عن تاویل آی القرآن: ۹/ ۲۳۰، امام محمد بن جریر طبری، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۵ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو اس کی تعلیم بھی دیتی ہے اور یہ وطن دوستی کا لازمی تقاضہ ہے، بہترین دعا امن اور وسعت رزق کی دعا ہے جیسی کہ حضرت ابراہیم نے مانگی ہے۔

قرطبی کہتے ہیں: جس شہر کے لئے امن کی دعا کی گئی ہے وہ مکہ ہے، حضرت ابراہیم نے اپنی ذریت اور دوسرے باشندگان مکہ کے لئے امن اور رزق کی وسعت کی دعا کی ہے۔ شیخ ابن عاشور نے لکھا ہے: حضرت ابراہیم کی یہ دعا جوامع الکلم میں سے ہے، اس لئے کہ ملک اور راستوں کا امن خوش عیشی کے تمام لوازمات کا پیش خیمہ نیز عدل، عزت اور خوش حالی کا متقاضی ہے کہ ان کے بغیر امن کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے، اور امن کے نتیجے میں علاقے آباد ہوتے ہیں، نفع بخش امور پر توجہ دی جاتی ہے اور دولت حاصل ہوتی ہے، امن میں تبھی خلل پڑتا ہے جب اول الذکر تین امور میں خلل پڑتا ہے، اور جب امن میں خلل پڑتا ہے تو پھر مؤخر الذکر تین چیزوں میں بھی خلل پڑتا ہے، حضرت ابراہیم کا مقصد اس دعا سے یہ تھا کہ چونکہ یہ علاقہ مرکز اسلام ہے اس لئے یہاں ایسے وسائل مہیا ہو جائیں جو یہاں قیام کو آسان بنا دیں(۱)۔

وطن اور وطن دوستی کی بابت وارد احادیث:

وطن، اس کی محبت کی مشروعیت اور قومیت کے سلسلے میں افراط وتفریط سے محفوظ راہ اعتدال کے بیان کے سلسلے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، ان نبوی احادیث نے قرآن مجید سے مستفاد مذکورہ بالا معانی کے علاوہ ایسے مزید معانی بیان کیے ہیں جن سے وطن اور قومیت کی بابت تصورات میں اسلام کی راہ اعتدال کی مکمل تشکیل ہوتی ہے۔

پنجم: وطن سے محبت اور اس کے اشتیاق کا اظہار:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم کسی سفر سے واپس ہوتے اور مدینہ نظر آنا شروع ہوتا تو اپنی اونٹنی تیز کر دیتے تھے اور اگر وہ سست چلتی تو اسے ہلاتے تھے۔

۱- تفسیر التحریر والتنویر، طاہر بن عاشور: ۲/ ۵۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) کہتے ہیں کہ حارث بن عمیر نے حمید سے یہ مزید اضافہ نقل کیا ہے کہ: ''مدینہ کی محبت میں اسے ہلاتے تھے''، حدیث میں مدینہ کی فضیلت اور وطن کی محبت نیز اس کے لئے اشتیاق کی مشروعیت پر دلیل ہے(۱)۔

ابن بطال کہتے ہیں: مدینہ دکھائی دینے پر آں حضرت ﷺ کے ذریعہ رفتار بڑھانے کی وجہ یہ ہے کہ گھر کے قریب آکر احباب اور اہل وعیال سے ملاقات کا شوق زیادہ ہوجاتا ہے اور وطن کا اشتیاق بڑھ جاتا ہے، اور ذات رسالت مآب ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے(۲)۔اس سلسلہ میں ثعالبی کہتے ہیں: ''انسان کو اپنے وطن کی جدائی سے بھی انسان کو گھر کی جدائی کی طرح توحش ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ غیر شادی شدہ زانی کی سزا کوڑے اور جلاوطن کر کے دوسرے شہر بھیجا جانا ہے، خواہ اس کے اہل خانہ ہوں یا نہ ہوں(۳)۔

حدیث میں ماضی استمراری کے صیغہ کے استعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ یہ کام بار بار کیا کرتے تھے، یہ معمول درحقیقت وطن کی محبت، اس کے اشتیاق اور وہاں آباد اہل وعیال کے شوق دید کی وجہ سے تھا۔

حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ کو اپنا وطن بنالیا تھا، حالانکہ مکہ آپؐ کا وطن اصلی تھا، اور اس سے آپؐ کی محبت باقی تھی، اور اگر وہاں کے لوگوں نے آپؐ کو نہ نکالا ہوتا اور اللہ نے آپؐ کو ہجرت کی اجازت نہ دی ہوتی تو آپؐ وہاں سے نہ نکلے ہوتے، یعنی اہل وطن خواہ ظلم ہی کیوں نہ کریں وطن بہرحال عزیز اور محبوب ہوتا ہے، حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت سے آپؐ توحش محسوس فرماتے تھے، گھر کا چھوٹنا موجب توحش ہوتا ہے تو پھر وطن کا چھوٹنا

۱- فتح الباری: ۶/۶، حدیث نمبر: ۱۱۷۵، ۱۱/ ۲۵۴۔

۲- شرح صحیح البخاری: ۲/ ۸۲، ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک بن بطال البکری القرطبی، (متوفی ۴۴۹ھ)، مکتبۃ الرشد، سعودی عرب، ریاض، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء، طبع دوم، تحقیق: ابوتمیم یاسر بن ابراہیم۔

۳- الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن، امام عبدالرحمان بن محمد بن مخلوف ثعالبی، (متوفی ۸۷۵ھ)، دار النشر، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، الوطن والوطنیۃ: سلامۃ کیلہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں کر نہ ہوگا، حدیث ورقہ بن نوفل میں ہے کہ جب انہوں نے رسول اکرمؐ سے یہ کہا کہ اہل مکہ آپ کو نکال دیں گے تو آپؐ نے فرمایا ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟'' سہیلی نے لکھا ہے کہ آپؐ نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ وطن کا فراق نفوس پر شاق ہوتا ہے، جناب ورقہ نے کہا: ''ہاں! آپ کی جیسی ذمہ داری لے کر جو بھی آیا لوگوں نے اس سے دشمنی کی اور اگر اس دن تک میں زندہ رہا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا''۔

اس حدیث کے مطابق جب انہوں نے رسول اکرمؐ سے کہا: آپ کی تکذیب یقیناً کی جائے گی، تو آپؐ نے کچھ نہیں کہا، پھر جب انہوں نے کہا کہ آپ کو اذیت یقیناً دی جائے گی، تو آپؐ نے کچھ نہیں فرمایا، لیکن جب انہوں نے کہا کہ آپ کو یہاں سے لازماً نکالا جائے گا تو آپؐ نے فرمایا: ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو وطن سے کیسی محبت تھی، اور اس کا فراق آپؐ پر کیسا شاق تھا، اور کیوں نہ ہوتا، آخر آپؐ کا یہ وطن حرم بھی تھا اور آپؐ کے جدامجد حضرت اسماعیلؑ کی یادگار بھی، اسی لئے جب آپؐ نے جناب ورقہ بن نوفل سے یہ سنا کہ آپ کو وہاں سے نکال دیا جائے گا تو آپ کی زبان مبارک سے وہ نکلا جو پچھلی باتوں کو سن کر نہیں نکلا تھا، یعنی آپؐ نے فوراً دریافت کیا کہ: ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟''، اس جملہ میں جو استفہام ہے وہ بتارہا ہے کہ متکلم کو مخاطب کی یہ بات سن کر بہت تکلیف پہنچی ہے(۱)۔

ششم: وطن سے محبت کا علانیہ اظہار اور اس کی محبت میں اشعار پڑھنا:

حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ جب رسول اکرمؐ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ تیز بخار میں گرفتار ہوگئے، میں ان دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے کہا: ابا جان آپ کیسا محسوس کررہے ہیں اور اے بلال آپ کیسا محسوس کررہے ہیں، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو جب بخار چڑھتا تو وہ یہ شعر پڑھتے تھے:

كل امرئ مصبح فى أهله   والموت أدنى من شراك نعله

۱- السیرۃ النبویۃ، ابن کثیر: ۱/ ۳۹۷، الروض الانف: ۱/ ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ہر شخص اپنے اہل وعیال کے ساتھ صبح کرتا ہے، جبکہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے)۔

حضرت بلالؓ کو جب بخار اترتا تو وہ بلند آواز سے یہ اشعار پڑھتے:

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة　　بواد وحولی اذخر و جلیل

وهل أردن یوما میاه مجنة　　و هل یبدون لی شامة و طفیل

(اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں وادی (مکہ) میں کوئی اور رات اس حال میں گزاروں گا کہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل (دو گھاسیں) ہوں گی، اور کیا میں کبھی مجنہ کے تالاب (یا کنویں) پر جاؤں گا اور کیا مجھے اب کبھی شامہ و طفیل دکھیں گے)۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے آکر یہ سب کچھ بتایا تو آپؐ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ ہمیں جتنی مکہ سے محبت ہے اتنی یا اس سے زائد محبت ہمارے دلوں میں مدینہ کے لئے پیدا کر دیجئے، اس کو صحیح کر دیجئے، اور اس کے صاع و مد میں برکت دے دیجئے، اور اس کے بخار کو جحفہ منتقل کر دیجئے''(۱)۔

حضرت بلالؓ کو مکہ سے اتنی محبت تھی کہ جو لوگ ان کے مکہ سے نکلنے کا سبب بنے تھے وہ ان پر لعنت کرتے تھے، وہ بددعا کرتے ہوئے کہتے تھے: اے اللہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف نے جس طرح ہمیں مکہ سے نکال کر اس سرزمین وباء میں آنے پر مجبور کر دیا ہے، اسی طرح آپ بھی ان پر لعنت فرمایئے، یعنی جس طرح انہوں نے ہمیں ہمارے وطن سے نکالا ہے، اسی طرح آپ ان کو اپنی رحمت سے نکال دیجئے۔

سہیلی کہتے ہیں: اس روایت میں وطن کے لئے جس اشتیاق کا تذکرہ ہے وہ فطرت انسانی میں پنہاں محبت وطن کے جذبہ کا نتیجہ ہے۔ اصیل غفاری (جن کو ہذلی بھی کہا جاتا ہے) کی حدیث میں ہے کہ وہ مکہ سے مدینہ آئے تو حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا: اصیل مکہ کو کس حال

۱۔ بخاری: حدیث نمبر: ۱۸۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں چھوڑا؟ وہ بولے میں نے جب مکہ چھوڑا تو اس کے نالے سفید ہو رہے تھے، ثمام، اذخر اور سلم (مختلف گھاسوں اور پودوں کے نام) پر بہار آئی ہوئی تھی، یہ سن کر رسول اکرمؐ کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں، اور آپؐ نے فرمایا: ''اے اصیل ہماری آتش شوق کو نہ بھڑکاؤ''، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''دلوں کو سکون سے رہنے دو''۔ اور کسی نے پہلے کہا تھا:

ألا ليت شعري هل أبيتن ليلة   بوادي الخزامي حيث ربتني أهلي

بلاد بها نيطت علي تمائمي   و قطعن عني حين أدركني عقلي

(اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں اس وادی خزامی میں ایک اور رات گزاروں گا جہاں میرے گھر والوں نے میری پرورش کی تھی، یہ وہ علاقہ ہے جہاں میرے تعویذ باندھے گئے تھے، اور جب میں باشعور ہو گیا تھا تو اتار دیے گئے تھے)

وطن کے اشتیاق میں، بچپن کی یاد میں اور ماضی کی حسین یادوں کے لئے اشعار گانے کی مشروعیت پر بھی یہ حدیث دلالت کرتی ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو اس کے وطن سے زبردستی اور ظالمانہ طور پر نکالا گیا ہو وہ ظالموں کے خلاف بددعا اور اپنے لیے جلد از جلد واپسی کی دعا کر سکتا ہے، خواہ یہ واپسی پر امن طریقہ سے ہو یا جنگ کے ذریعہ۔ اس حدیث سے وطن کے لئے خیر و فلاح، اہل وطن کے لئے صحت و شفا اور پرسکون زندگی کی دعا کا استحباب بھی معلوم ہوتا ہے۔

ہفتم: وطن کے ان مقامات اور واقعات سے دلی تعلق جن سے یادیں وابستہ ہیں:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اکرمؐ کے ساتھ بطور خادم خیبر گیا، واپسی میں جب احد نظر آنا شروع ہوا، آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں''، پھر آپؐ نے مدینہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''میں اس شہر کے دونوں سیاہ پتھر کے قطعوں کے درمیان کے علاقہ کو ویسا ہی حرم قرار دیتا ہوں جیسے ابراہیمؑ نے مکہ کو دیا تھا، اے اللہ ہمارے صاع و مد میں ہمارے لئے برکت پیدا کر دے'' (۱)۔ دیکھئے اس حدیث میں

۱- بخاری: ۳/۱۰۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہاڑ جیسے جماداتی وجود کے لئے بھی محبت کا اظہار کیا ہے، اس لئے کہ وہ بھی عظیم وطن کا ایک حصہ ہے۔ اسی پر آپ وطن کی دیگر مفید اشیاء ونعمتوں مثلاً ندیوں، باغوں، جانوروں اور پرندوں نیز دیگر جانداروں و جمادات کو قیاس کر سکتے ہیں، لیکن آں حضرت کی احد سے محبت ایک الگ طرح کی محبت تھی، یہ محبت دوطرفہ تھی۔

ہشتم: وطن میں رہنے کی ترغیب:

حضرت عبداللہ بن عدی بن حراء زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرمؐ کو مکہ کے بازار میں حزورہ نامی پہاڑ پر کھڑے ہوئے یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم اللہ کی قسم بہترین شہر ہو، اللہ کو سب سے زیادہ محبوب شہر ہے، اگر مجھ کو تم سے نہ نکالا گیا ہوتا تو میں نہ نکلتا'' (۱)۔

یہ رسول اکرمؐ کے الفاظ ہیں، یہ الفاظ ہر اس وطن میں رہنے کی ترغیب دیتے ہیں جو اپنے خیر واستحکام کی وجہ سے محبوب ہو، لیکن سب سے زیادہ محبوب وطن وہ پاک سرزمین عبادت ہے جسے اللہ نے بابرکت بنایا ہے، اور جس میں دوسرے مقامات کے مومن قلوب کے لئے بھی کشش رکھی ہے۔ اسی طرح اس حدیث سے وطن میں رہنے، اس کی خدمت کرنے اور اس کی نعمتوں میں زندگی گزارنے کی بھی ترغیب ہے۔

سہیلی نے ہجرت حبشہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر دین بچانے کے لئے وطن سے نکلنا پڑے تو نکل جانا چاہئے، خواہ وطن مکہ جیسا فضیلت والا شہر ہی کیوں نہ ہو، اور خواہ ہجرت کسی غیر مسلم علاقہ کو ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔

وطن سے محبت اور ایمان سے اس کا تعلق:

اس سلسلے میں ایک ضعیف حدیث مروی ہے، ہم یہاں اس کو معنی کی صحت کی وجہ سے ذکر کر رہے ہیں، یہ حدیث ہے: ''حب الوطن من الإيمان''، آیئے، اس حدیث اور اس کی

۱- مسند احمد: ۴/ ۳۰۵، حدیث نمبر: ۱۸۷۴۳، دار النشر، مؤسسۃ قرطبۃ، مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح کی بات علماء کے اقوال دیکھیں: زرکشی کہتے ہیں، میں اس سے واقف نہیں، سید معین الدین صفوی کہتے ہیں: یہ حدیث ثابت نہیں، اسے سلف میں سے کسی کا قول بھی کہا گیا ہے، سخاوی کہتے ہیں: ''یہ مجھے کہیں دکھی نہیں، لیکن اس کے معنیٰ صحیح ہیں۔ منوفی کہتے ہیں سخاوی کے ذریعہ اس کے معنیٰ کو صحیح قرار دینا حیرت ناک ہے، اس لئے کہ وطن کی محبت اور ایمان کے درمیان کوئی لازم وملزوم کا تعلق نہیں ہے، یہ بات اس آیت قرآنی کے بھی خلاف ہے:''ولو أنا کتبنا علیھم ان اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم مافعلوہ الاقلیل منھم'' (نساء:٦٦) (اور اگر ہم نے انہیں حکم دیا ہوتا کہ اپنے آپ کو ہلاک کردو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے کم ہی آدمی اس پر عمل کرتے)۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو وطن سے محبت تھی لیکن یہ ایمان سے بے بہرہ تھے، اس لئے کہ اس آیت میں منافقین کا تذکرہ ہے، بعض لوگوں نے منوفی کے اس کلام پر استدراک کرتے ہوئے کہا ہے کہ سخاوی نے یہ نہیں کہا تھا کہ وطن سے محبت صرف مومن ہی کرتا ہے، ان کا کہنا تو یہ تھا کہ وطن کی محبت ایمان کے منافی نہیں ہے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں: یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وطن کی محبت ایمان کی علامت میں سے ہے، اور ایمان کی علامت اس وقت ہوگی جب کہ وطن کی محبت مومن کے ساتھ خاص ہے، لیکن یہ وصف تو مومن اور غیر مومن سب میں پایا جاتا ہے، اس لئے اسے ایمان کی علامت قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، پھر کہتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو مومنین کا یہ قول نقل کیا ہے''ومالنا ألا نقاتل فی سبیل اللہ وقدأخرجنا من دیارنا'' (بقرہ:٢٤٦) (اور ہم اللہ کے راستہ میں کیوں نہ جہاد کریں جب کہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا ہے) اس کی روشنی میں اس حدیث کے معنیٰ صحیح ہیں۔ لہذا یہ آیت ایک دوسری آیت ''ولو أنا کتبنا علیھم ان اقتلوا'' سے معارض ہوئی، پھر کہتے ہیں: اگر اس حدیث کے الفاظ صحیح ہوں تو پھر زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس میں وطن سے مراد جنت کو لیا جائے کہ وہ ہمارے جدامجد حضرت آدمؑ کا پہلا مسکن رہا ہے، خواہ آپ (بقول بعض) اسی میں پیدا ہوئے ہوں، یا (بقول بعض) تکمیل کے بعد وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل کیے گئے ہوں، یا پھر اس سے مراد مکہ ہو سکتا ہے، اس لئے کہ وہ ام القریٰ اور قبلۂ عالم ہے، یا پھر صوفیہ کے طرز پر اس سے مراد اللہ کے حضور واپسی کو لیا جائے کہ وہی حقیقی آغاز وانجام ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے "وإن الی ربک المنتهی" (نجم:۴۲) (اور یہ کہ آخر کار پہنچنا آپ کے رب کے پاس ہی ہے) یا پھر اس سے مراد معروف معنی میں ہی وطن ہے، لیکن بشرطیکہ اس سے محبت کا سبب رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور شہر کے غریبوں ویتیموں کے ساتھ حسن سلوک ہو، پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ کسی چیز کے کسی چیز کی علامت ہونے کا مطلب اس کا اسی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اکثر ساتھ میں پایا جانا بھی کافی ہے، مثلاً ایک حدیث میں وفائے عہد کو اور دوسری حدیث میں عربوں سے محبت کو ایمان کی علامت بتایا گیا ہے، حالانکہ یہ دونوں چیزیں اہل کفر میں بھی پائی جاتی ہیں(۱)۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے معنی صحیح ہوں، وطن کے لوازم پر ایمان کے ہوں، یعنی وہ چیزیں جو وطن سے الگ نہیں ہو سکتیں اور وہ چیزیں مومنین کو محبوب ہوتی ہیں، وطن ہی وہ جگہ ہے جہاں انسان اپنے مال، دین، اہل وعیال اور اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے، ایسی صورت میں اس کے دفاع میں مرنے والے کو شہید مانا جائے گا، کہ حدیث میں ہے: "جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے، اور جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے(۲)۔

☆☆☆

۱- الاسرار المرفوعه فی الأخبار الموضوعه معروف به الموضوعات الکبری، ص:۱۸۱، ۱۸۲، ملا علی قاری (متوفی: ۱۰۱۴ھ)، دار النشر: دار الامانة/مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء، تحقیق: محمد صباغ۔

۲- الترغیب والترہیب، للمنذری: ۲/ ۲۹۵۔ اس کی سند صحیح، حسن یا ان دونوں سے قریب تر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وطن دوستی سے متعلق بعض مسائل پر شرعی کلام

قومیت سے متعلق بہت سے امور کی بابت یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ شریعت سے متصادم ہیں، اس لئے ان کی بابت سوالات ہوتے ہیں، ہم ایسے ہی بعض مسائل پر یہاں گفتگو کریں گے، یہ مسائل ہیں: پرچم کو سلامی، قومی موسیقی اور قومی ترانہ سنتے وقت کھڑا ہونا، وطن کا دفاع کرنے والے کو شہید نہیں مانا جائے گا، اور اسلام کی نگاہ میں وہ شہداء کے اجر کا مستحق نہیں ہوگا۔

اول: پرچم کی سلامی:

فوجیوں کے ذریعہ اور صبح کی دعا میں طلباء کے ذریعہ پرچم کو سلامی دیے جانے کے جواز پر کچھ لوگوں کو اشکال ہے، اس اشکال کو اور زیادہ اہمیت اس لئے حاصل ہوگئی ہے کہ بعض انفرادی واجتماعی فتاویٰ نے پرچم کی سلامی کو حرام اور بدعت قرار دیا ہے، بلکہ بعض لوگوں نے لیڈروں کو سیلیوٹ کرنے کو کفار کی مشابہت سے تعبیر کیا ہے(۱)۔

ان فتاویٰ کے تئیں احترام کے باوجود یہ بات کہے بغیر چارہ نہیں ہے کہ آج کے تمام ممالک نے پرچم کو اپنی حکومتوں کا ایک رمز بنایا ہوا ہے، اسلام سے پہلے عرب جنگوں میں جھنڈے اٹھایا کرتے تھے، اور جھنڈا گرنے کا مطلب شکست ہوتا تھا، اسلام کے بعد لشکر میں شامل مختلف قبائل کے الگ الگ جھنڈے ہوتے تھے، پورے لشکر کا ایک مشترک جھنڈا ہوتا تھا، اور ہر قبیلہ کے الگ الگ جھنڈے ہوتے تھے۔ جھنڈا گرنے لگتا تو گرنے سے پہلے ہی اسے دوسرا تھام لیتا، عام طور پر علم بردار خود قائد ہوتا تھا، جہاد اسلامی کی تاریخ میں یہ چیز بہت پہلے سے پائی جاتی ہے، بلکہ اس کا ثبوت رسول اکرم ﷺ اور آپؐ کے

۱- اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء، سعودی عرب کا یہ فتویٰ ہے، آگے یہ فتویٰ آرہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد صحابہؓ کے عمل سے ملتا ہے، بعض فقہاء نے تو لشکر کے لئے جھنڈے کو مستحب لکھا ہے، یعنی ان فقہاء کے نزدیک پرچم کو ایک اہمیت حاصل ہے، یہ اہمیت اس کی اپنی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ اس وجہ سے ہے کہ یہ جھنڈا قومی عظمت کا آئینہ دار ہے۔

سلامی کے وقت ہاتھ اٹھا کر یا ہاتھ سینہ پر رکھ کر سلام کرنا کپڑے کے ایک ٹکڑے کے لئے احترام و تقدیس سے عبارت نہیں ہے، بلکہ جھنڈا جس کا رمز ہے یہ احترام اس کے تئیں ہیں، اور جھنڈا وطن کا رمز ہے، اور کسی ایسے عرفی طریقہ پر اس کا احترام جس میں جھکنے جیسا کوئی عبادتی مظہر نہ ہو یہ کوئی بدعت کی بات نہیں ہے۔ جب جھنڈے کو سلامی دینا جائز ہے تو پھر فوج یا پولیس کے افراد کا اپنے سے بلند مرتبہ آفیسرس کو اس طرح سلام کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

اس سلام کے ساتھ قومی موسیقی کا بیان آگے آتا ہے، جہاں تک صرف قومی ترانہ کی وجہ سے کھڑے ہونے کی بات ہے تو میرے نزدیک وہ مکروہ ہے، اس لئے کہ اس کے حق میں کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، اس کے حکم میں تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک بین الاقوامی عرف ہے اور اس کا کسی قوم یا عبادت سے کوئی تعلق نہیں ہے، اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو جائز تو ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے، جھنڈے کی بابت جو رائے ہم نے ذکر کی ہے، اس کی تفصیل اور اس کے دلائل آگے بیان کئے جاتے ہیں۔

ذیل میں جھنڈے کے جواز کی بابت چند ایسے دلائل ذکر کئے جارہے ہیں جن میں اس کو ایک رمز ہونے کی حیثیت سے اہمیت دی گئی ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جنگ موتہ میں جب مسلمانوں پر سخت وقت آیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا اور اسے لے کر قتال کیا، یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے، پھر جعفر نے لیا اور اسے لے کر قتال کیا، یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے، راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ خاموش ہوگئے، یہاں تک کہ انصار کے چہروں پر تشویش کا اظہار ہونے لگا، اور انہیں ایسا محسوس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا جیسے کہ عبداللہ بن رواحہ کے سلسلے میں کچھ ناپسندیدہ بات ہوئی، پھر آپؐ نے فرمایا: پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لے کر قتال کیا، یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے (۱)۔

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا، پھر آپؐ نے جھنڈا حضرت علیؓ کو دے دیا'' (۲)۔

ابن سکن نے یزید بن جابر غفری سے روایت کیا ہے کہ: ''رسول اکرمؐ نے انصار کے جھنڈے پیلے کروائے''۔

نسائی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ کسی غزوۂ نبوی میں حضرت ابن ام مکتوم کے پاس کالا جھنڈا تھا (۳)۔ حضرت کرز بن اسامہ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے بنو سلیم کا جھنڈا لال بنایا، رسول اکرمؐ کا بڑا جھنڈا (رایۃ) کالا، اور چھوٹا جھنڈا (لواء) سفید تھا۔ صاحب طرح التثریب نے لکھا ہے: اس روایت سے جنگوں میں لواء کے استحباب کا پتہ چلتا ہے (۴)۔

☆☆☆

سوال: فوج میں پرچم کی سلامی، آفیسرس کی تعظیم اور داڑھی منڈانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جھنڈے کی سلامی جائز نہیں ہے، بلکہ یہ بدعت ہے، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں تھی تو وہ ناقابل قبول ہے'' (۵)۔ آفیسرس کا احترام اور ان کی حسب مرتبہ تعظیم جائز ہے، لیکن آفیسرس یا غیر آفیسرس کی تعظیم میں غلو ممنوع ہے۔

۱- سیرت ابن ہشام: ۲/ ۳۸۰۔

۲- بخاری: کتاب الجہاد۔

۳- نیل الاوطار: ۱۲/ ۴۹، مختصر سیرۃ الرسول، از: امام محمد بن عبدالوہاب: ۱/ ۲۸۹۔

۴- طرح التثریب: ۸/ ۲۵۔

۵- بخاری و مسلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والله هو الموفق- وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم۔

اللجنة الدائمة للبحوث والافتاء۔

عبدالله بن قعود /عبدالله بن غديان/عبدالرزاق عفيفي/ عبدالعزيز بن عبدالله ابن باز (۱)۔

☆☆☆

سوال: ایسے شخص کا کیا حکم ہے جو فوج میں ملازم ہو، یہی اس کا ذریعۂ معاش ہو، اور فوج کے قوانین کی رو سے اس پر یہ لازم ہو کہ وہ کچھ لوگوں کی عجمیوں کے طرز پر تعظیم کرے، غیروں کے طریقے پر سلام کرے، مملکت کے جھنڈے کی تعظیم کرے اور اس فوج میں آپس میں فیصلے غیر شرعی فوجی قوانین کی بنا پر ہوتے ہوں۔

جواب: جھنڈے کو سلام کرنا جائز نہیں ہے، شریعت اسلامی کے مطابق فیصلے کرنا اور اس کو ہی حکم بنانا جائز ہے، مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ عجمیوں کے طرز پر لیڈروں کی تعظیم کرے، اس لئے کہ حدیث میں ان سے مشابہت اختیار کرنے کو منع کیا گیا ہے، اور اس لئے بھی کہ یہ تعظیم میں غلو ہے (۲)۔

جھنڈے کی تعظیم کو شیخ عطیہ صقر اور کویت کی وزارت اوقاف کی فتویٰ کمیٹی نے جائز قرار دیا ہے (۳)۔

دوم: فوج کی موسیقی اور قومی ترانہ کے وقت کھڑا ہونا:

اس سلسلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ فوج کی موسیقی اور قومی ترانہ میں گو کہ گانے بجانے

۱- اللجنة الدائمه للبحوث العلمية والافتاء (۱/ ۲۴۴)، فتویٰ نمبر: ۶۸۹۴۔

۲- اللجنة الدائمه للبحوث العلمية والافتاء۔

۳- مئی ۱۹۹۷ء، فتاویٰ الازہر: ۱۰/ ۲۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کچھ آلات کا استعمال ہوتا ہے، لیکن ان سے مقصود عظیم امور ومقاصد اور اظہار شوکت وطن ہے، نیز اب یہ ایک بین الاقوامی عرف ہے، اور کوئی ملک اس سے خالی نہیں ہے، اس لئے اس کے جواز کا حکم ہی راجح ہے، بالخصوص اس لئے بھی کہ گانے بجانے اور موسیقی کے آج کل کے آلات کی حرمت، کراہت اور اباحت کے سلسلہ میں اختلاف ہے، اور ولی الامر کو اپنے ملک کے اہل فتویٰ کی مدد سے ان اقوال میں ترجیح کا حق حاصل ہے۔

فوج کی موسیقی کے جواز کے سلسلہ میں سب سے پہلا فتویٰ غالباً وہ تھا جو حاکم مصر کے اصرار کے جواب میں سامنے آیا تھا، ذیل میں اس کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"مسئلہ اور حالات پر غور وفکر کرنے کے بعد یہ رائے بنتی ہے کہ اہل نجد کی ایک بڑی تعداد موسیقی کو لہو ولعب کے ذرائع میں شمار کرتی ہے اس لیے یہ اگرچہ فوج کے لئے سکون واطمینان کا باعث ہیں لیکن مکہ، منی اور عرفات جیسے ان مقامات عبادت میں استعمال کے قابل نہیں ہیں جہاں تلبیہ، ذکر خداوندی اور مناسک کی ادائیگی سے فضا گونجتی رہتی ہو، میرے نزدیک وطن عزیز کی حکومت کو صرف ان مظاہر پر ہی اکتفا کرنا چاہئے جو عالم اسلامی میں اس کے مقام سے ہم آہنگ ہوں، ہاں جدہ تک موسیقی کے ساتھ جانے میں میرے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے(۱)۔ واللہ ھو الموفق۔

قومی ترانہ (خواہ اس کے ساتھ موسیقی ہو یا نہیں) سنتے وقت کھڑے ہونے کی جہاں تک بات ہے تو اگر یہ کھڑا ہونا اس وقت پایا جائے جب صدر یا بادشاہ جیسے لوگ داخل ہو رہے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ عادل حکمراں، عالم اور اہل فضل کے لئے کھڑے ہونے کا اصل حکم جواز ہے، حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ "اہل قریظہ قبیلۂ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کو حکم بنانے پر راضی ہو گئے تھے، تو آپؐ نے انہیں بلایا، وہ

۱- عبدالرحمان قراعہ ۱۹۲۶ء/ ۱۳۴۵ھ۔ وزارت اوقاف، مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گدھے پر آئے، جب مسجد کے پاس آئے تو آپؐ نے انصار سے کہا: "کھڑے ہو کر اپنے سردار کا استقبال کرو"(۱)۔

نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے: اس میں اہل فضل کے اکرام اور ان کا استقبال کرنے کی تعلیم ہے، جمہور علماء نے اس حدیث سے قیام کے استحباب پر استدلال کیا ہے، قاضی عیاض کہتے ہیں: یہ قیام ممنوع نہیں ہے، ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ جس شخص کے لئے کھڑا ہو جائے وہ بیٹھا ہو، اور جتنی دیر وہ بیٹھا رہے اتنی دیر یہ سب کھڑے رہیں۔ نووی لکھتے ہیں: میرا کہنا یہ ہے کہ صاحب فضل کے آنے پر کھڑا ہونا مستحب ہے، اس بابت متعدد حدیثیں مروی ہیں، نہی کی بابت آپؐ سے کوئی صریح اور صحیح حدیث مروی نہیں ہے، والد و حاکم جیسے اہل فضل کے لئے قیام مستحب ہے، اس لئے کہ ان لوگوں کا احترام شریعت وادب کی رو سے مطلوب ہے۔

شرح ہدایہ میں شیخ وجیہ الدین ابوالمعالی لکھتے ہیں: علماء واشراف قوم کا کھڑے ہو کر اکرام ایک مستحب معمول ہے۔ ابن قیم نے لکھا ہے: علماء کا کہنا ہے کہ والدین عادل حکمراں اور اصحاب فضل کے لئے قیام مستحب ہے، شریف لوگوں میں یہ ایک عام معمول کی حیثیت اختیار کر گیا ہے، اس حیثیت کے لوگوں کے لئے اگر یہ نہ کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اسے اپنی توہین خیال کریں اور اس طرح حسد پیدا ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ: "رسول اکرمؐ کے پاس جب حضرت فاطمہؓ آتیں تو آپ کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے، ان کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست گاہ پر ان کو بٹھاتے، اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو کر استقبال کرتیں، بوسہ دیتیں اور انہیں اپنی نشست گاہ پر بٹھاتیں (۲)۔ حضرت محمد بن بلال اپنے والد کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ جب مجلس سے اٹھتے تو ہم لوگ کھڑے ہوتے، یہاں تک کہ آپؐ اپنے

۱- بخاری: ۷/۱۱۶۔

۲- ترمذی: ۵/۷۰۰، حدیث حسن غریب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر میں داخل ہو جاتے (۱)۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ”صحابہ کو سب سے زیادہ محبت رسول اکرم ﷺ سے تھی، لیکن صحابہ بھی آپ کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے، اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ آپؐ اس کو ناپسند کرتے ہیں“ (۲)۔

سوم: کیا وطن کا دفاع کرتے ہوئے مرجانے والا شخص شہید ہے؟

شہادت کا معاملہ نیت پر موقوف ہے، عالم عرب و عالم اسلام کے آج کل جیسے ممالک (یعنی جن ممالک میں مکمل طور پر شریعت اسلامی نافذ نہیں ہے) کی فوج میں شامل آدمی لڑتے ہوئے اگر مرجائے تو اس کا معاملہ نیت پر منحصر ہے، اگر اس کی نیت میں بس مٹی اور وطن ہے اور اس سے آگے کا کوئی مقصد اس کے ذہن میں نہیں ہے تو شہادت کا ایسے شخص کے لئے کوئی امکان نہیں ہے۔ اگر نیت میں کچھ دیگر امور بھی شامل ہیں تو شہادت ان کی نوعیت پر منحصر ہوگی۔ مثلاً اگر کسی کی نیت اعلاء کلمۃ اللہ کی ہے تو اسے شہادت کا مقام بلند ملے گا، اور اگر کسی مرنے والے کی نیت مال، نفس، آبرو یا اہل و عیال کی حفاظت کی تھی تو وہ ان شاء اللہ شہید ہوگا۔ زمین اور وطن کو ان امور سے الگ کرنا بھی ممکن نہیں ہے، اس لئے کہ ان امور کا دفاع یقیناً وطن کا دفاع ہے۔ ہمارے اس نظریہ کی دلیل بعض حدیثیں ہیں، ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرمؐ سے دریافت کیا: ”ایک شخص حمیت کی خاطر لڑتا ہے، ایک شخص اظہار بہادری کے لئے، ایک شخص ریا کاری میں، ان میں سے کون سا شخص ”فی سبیل اللہ“ ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کے قتال کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ ہو وہ ”فی سبیل اللہ“ ہے“ (۳)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کی

۱- مجمع الزوائد: ۸/ ۴۰ ہیثمی نے اس روایت کے رواۃ کو ثقہ کہا ہے۔

۲- ترمذی۔ اس حدیث کو انہوں نے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

۳- بخاری: الجامع الصحیح، حدیث نمبر: ۲۴۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفاظت میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنے دین کی حفاظت میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنی جان کی حفاظت میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل وعیال کی حفاظت میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے"(۱)۔

یہ چند صفحات اللہ کی توفیق سے سپرد قرطاس کیے گئے ہیں، اور تمام تر تعریفیں اس کے لئے ہیں۔

☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

۱- ترمذی، انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، حدیث نمبر: ۱۴۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

IFA Publications

161 - F, Basement, Joga Bai, Post Box No - 9708,
Jamia Nagar, New Delhi - 110025
Tel : 26981327 Email:ifapublication@gmail.com